بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

ع ہے وہی سازِ کہن مغرب کا جمہوری نظام!

سیاستدانوں کو اب بھی اصرار ہے کہ ملک میں جمہوریت بحال کی جائے ــــ حالانکہ یہ بحال ہو بھی چکی ہے، ورنہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان محاذ آرائی کی خبریں پڑھ سن کر عوام کی پریشانی اور بے چینی کے کیا معنی؟ اور وہ جمہوریت ہی کیا جو غارتِ گرِ امن و سکون ثابت نہ ہو سکے؟

لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ سیاستدانوں کو اس پر اطمینان حاصل نہیں ہے، وجہ ظاہر ہے کہ عام انتخابات کے اعلان کے باوجود انتخابی مہم اس قدر روکھی پھیکی ہے کہ جلوس وغیرہ نکالنے کی تو ویسے ہی اجازت نہیں ہے، رہے جلسے اور تقریریں، سو وہ بھی اخلاقی پابندیوں سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ چنانچہ ان میں، اپنے کسی مخالف امیدوار کے حسب و نسب کو مشکوک ثابت کرنا تو رہا ایک طرف، اسے "غدارِ وطن، ملک دشمن اور مردہ باد" تک کہنے کی اجازت نہیں ہے ــــ اور اگر خوش قسمتی سے یہ موقع میسر آ بھی گیا تو لاؤڈ سپیکر کی عدم موجودگی میں بھلا خاک کسی کو اس کی خبر ہو گی؟ ــــ پھر نہ جوابی کارروائی ہو گی، نہ فتنے سر ابھاریں گے ــــ نہ جنازہ اٹھے گا، نہ کوئی ممتا چلائے گی ــــ نہ کسی کا سہاگ اجڑے گا اور نہ بچے خون کے آنسو روئیں گے اور رلائیں گے! ــــ چنانچہ سیاستدانوں کے نزدیک، جمہوریت سے یہ ایک بھیانک مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اس استہزاء اور تمسخر کو وہ بھلا کیونکر برداشت کریں گے؟ ــــ ساڑھے سات سال کی مدت کچھ کم نہیں ہوتی، پھپھوندی لگی زبانوں کو صیقل کرنے کے لیے کچھ عرصہ درکار تھا، لیکن ایک تو انتخابی مہم کی مدت بہت

کم رکھی گئی، اوپر سے یہ پابندیاں بلائے بے درماں بن کر نازل ہو گئی ہیں ــــ یہ حقیقت ہے کہ انتخابات کا اعلان سننے کے لیے ہمارے سیاستدان برسوں گوش بر آواز رہے ہیں، اِن کے بغیر اُن کا دن کا چین اور راتوں کا سکون عنقا تھا ــــ کھاتے پیتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے وُہ ان کے وظائف پڑھتے رہے ہیں ــــ پھر انتخابات بھی ہو جائیں اور کہیں کوئی خونریزی نہ ہو، کہیں کوئی ہنگامہ بپا نہ ہو، کسی بھی قتل و غارتگری کی نوبت نہ آئے، یہ صورتِ حال یقیناً ان کی سیاسی تمناؤں کا گلا گھونٹ دینے کے مترادف ہے! ــــ آہ، یہ اجڑے اجڑے انتخابات ان کی دیرینہ تمناؤں کا ماحصل تو نہ تھے ــــ وُہ بائیکاٹ نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے؟ ــــ ویسے بھی اب کرسیٔ صدارت تو پانچ سال کے لیے ریزرو ہو چکی! ــــ گناہ اور وہ بھی بے لذت! اب انتخابات میں حصّہ لینے کا فائدہ بھی کیا ہے؟ ــــ جبکہ بائیکاٹ کی صورت میں اسلام اور ملک و قوم کو کہیں زیادہ نقصان پہنچایا جا سکتا، اور غیر معینہ مدّت کے لیے انہیں سیاسی بحران میں دھکیلا جا سکتا ہے ــــ لہٰذا، حکومت کو صورتِ حال کی نزاکت کا احساس کر ہی لینا چاہیے، ہمارے یہ سیاستدان ملک و قوم کی ناگزیر ضرورت ہیں اور سیاسی قوت بھی، ان کی ناراضگی مول لینا حکومت کے لیے کسی صورت بھی مفید نہ رہے گا ــــ آخر کو یہ وہ لوگ ہیں کہ پورا ملک ان کے سامنے نہ ٹھہر سکا اور دولخت ہو گیا! ــــ جبکہ بچا کھچا پاکستان انہی کی بدولت آج تک اپنی نظریاتی بنیادوں پر استوار نہ ہو سکا ــــ اور جب تک اِن کے دم میں دم ہے، یہ ہرگز اس کی اجازت نہیں دیں گے ؎

دو نیم اِن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

بہر حال مذکورہ وجوہات کی بناء پر سیاستدان اس بات کو تسلیم کریں یا نہ، تاہم ان کی سیاسی حیثیت کے پیشِ نظر انہیں یہ اطمینان دلانا ضروری ہے کہ ملک میں جمہوریت بحال ہو چکی ہے ــــ اور یہی وجہ ہے کہ "مردِ مومن مردِ حق" ریفرنڈم کی حمایتی مہم میں، اسلام نافذ کرتے کرتے اور "عورتوں کو وہی حقوق دیتے دیتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیے ہیں،" ریفرنڈم میں کامیابی کے بعد

جمہوری قدروں کو پامال نہ کر سکتے ہوئے، اس "چراغِ خانہ" کو پہلے سے کہیں زیادہ تعداد میں "شمعِ محفل" بنانے کا اعلان کر چکے ہیں۔ چنانچہ جہاں انہوں نے اسمبلیوں میں بنتِ حوّا کی موجودگی کو ضروری خیال کرتے ہوئے ان کی نشستوں میں اضافہ کر دیا ہے، وہاں اس عزم کا اظہار بھی فرمایا ہے کہ:

"ہم پاکستان کو ایک رجعت پسند مذہبی ریاست بنانا پسند نہیں کرتے، بلکہ وطنِ عزیز کو صحیح معنوں میں ایک جدید جمہوری حکومت بنانا چاہتے ہیں جو ہر لحاظ سے اسلامی ہو!"

——— چنانچہ یہ "جدید جمہوری اور ہر لحاظ سے اسلامی" بننا شروع ہو بھی گئی ہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ امیدواروں کی فہرست میں اب فلمی ایکٹروں کے نام اور ان کی انتخابی مہم میں فلمی ایکٹرسوں کے چہرے بھی نظر آنے لگے ہیں ——— ظاہر ہے، ایک اسلامی حکومت میں رعایا کی جان، مال اور عزت کی حفاظت، حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے، پھر اگر "لڑائی مارکٹائی سے بھرپور شاہکار" بنانے والے، تفریح کے نام پر لوگوں کو لوٹنے والے اور قوم کی بہو بیٹیوں کو سٹیجوں پر نچوانے اور ان کے ساتھ خود ناچنے والے اپنی اس رعایا کی جان، مال اور عزت کی حفاظت نہ کریں گے تو اور کون کرے گا؟ ——— علاوہ ازیں اس "جدید جمہوری اور ہر لحاظ سے اسلامی ریاست" کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ، اس کی جغرافیائی سرحدوں کا تحفظ بھی انتہائی ضروری ہے ——— پڑوسی دشمن ملک بھارت جب فلمی اداکاروں کی معیت میں، میدانِ کارزار میں اترے گا، تو اُن کا مقابلہ کرنے کے لیے بھی ایسے ہی "سرفروشانِ اسلام" کی ضرورت ہے، لہٰذا اگر یہ پلیٹش بندیاں نہ ہوتیں، تو خدانخواستہ ملک کی سلامتی کو ہر آن خطرہ لاحق رہے گا!

بہرحال یہ وہ اصلاحات ہیں، جو ایک جدید جمہوری حکومت کے لیے ناگزیر ہوا کرتی ہیں، اور جن کا انتظام کر لیا گیا ہے! ——— پھر نہ جانے سیاستدانوں کو اس بحالیٔ جمہوریت پر عدمِ اطمینان کیوں ہے؟

——— کچھ لوگوں کو یہ دھڑکا لگا ہوا ہے کہ اگر حکومت اور سیاستدانوں میں مفاہمت نہ ہوتی تو جمہوریت کی منزل دُور سے دُور ہوتی چلی جائے گی، لیکن ہمیں اصرار ہے کہ حزبِ اقتدار اور حزبِ مخالف کی یہی جنگ تو اصل جمہوریت ہے، پھر اس کی منزل دور ہو جانے کے کیا معنی!

——— جب حکومت اپنی پالیسیوں کے متعلق "سب ٹھیک ہے،، کا نعرہ لگائے، اور اپوزیشن مخالفت برائے مخالفت کا کردار ادا کرنے لگے، تو سمجھ لیجئے کہ جمہوریت بحال ہوگئی ——— جس اسلامی مملکت میں، مسلمان مسلمان کے خلاف صف آرا ہو جائے تو یقین کیجئے کہ یہ ایک "جدید جمہوری ریاست" بن جاتی ہے ——— اور خوش قسمتی سے پاکستان میں آج کل یہ معرکہ آرائیاں اپنے عروج پر ہیں روزنامہ "جنگ" ۳۰ جنوری کی یہ خبر ملاحظہ ہو ——— اخبار مذکور "کون کس کا حریف ہے؟" کے جلی عنوان سے لکھتا ہے:

" غلام مرتضیٰ کھر میاں میر احمد گورمانی سے مقابلہ کریں گے!"

" اوکاڑہ اور ساہیوال میں پیپلز پارٹی کے دو سابق ارکان ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہیں!"

راؤ فرمان علی اور مرشد اوکاڑہ میں ایک دوسرے کے مدِ مقابل ہیں!"

"بحریہ کے سابق سربراہ کرامت رحمان نیازی اور احمد رضا قصوری اسلام آباد میں ایک دوسرے کے حریف ہیں!"

" میاں صلاح الدین کا مقابلہ اپنے بیٹے یوسف صلاح الدین سے ہوگا!"

——— کیا اس خبر کو پڑھنے کے بعد بھی، وحدتِ امت کو پارہ پارہ کرنے اور جمہوریت کی بحالی میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے؟ ——— جب باپ اور بیٹے میں ٹھن جائے اور ایک ہی پارٹی کے دو ارکان خم ٹھونک کر باہم مدِ مقابل ہو جائیں، ——— پاک سرزمین کا چپہ چپہ اکھاڑوں کی منظر کشی کرنے لگے اور سیاسی دنگلوں میں تبدیل ہو جائے ——— پھر "انتخابات،، کے ساتھ "لڑنے،، کا لاحقہ بھی ضروری ہو جائے، تو "جمہور،، کے نزدیک "وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ،، کی یہی تو جمہوری تفسیر ہے! ——— آخر کل کو انہیں اسمبلیوں میں جا کر ایک دوسرے پر کرسیاں پھینکنی ہیں، واک آؤٹ کرنے ہیں، ہاتھا پائی کرنی ہے، تو کیوں نہ اس کی ریہرسل پہلے سے کر لی جائے؟ ——— کیونکہ یہاں گرمیٔ محفل کے سامان جس قدر زیادہ ہوں گے، اسی قدر ملک مضبوط ہوگا، اور عوامی مسائل، اسی قدر تیزی سے حل کرنے میں مدد مل سکے گی! پھر آزادیٔ اظہارِ رائے کا مسئلہ بھی اس خبر کو پڑھنے سے حل ہو جاتا ہے ———

چنانچہ ہفت روزہ ایشیا، جو تحریکِ اسلامی کا ترجمان ہے، اپنی ۲۷ر جنوری ۸۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ:

"اسلامی نظامِ حکومت کی چھٹی خصوصیت آزادیٔ اظہارِ رائے ہے۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو جدید جمہوری نظام کا جو تصور آج کل ذہنوں میں پایا جاتا ہے وہ اسلام ہی کے ایک نور کی کرن ہے!"

______ افسوس کہ اسلام کے نور کی ان کرنوں کا رخ اب تک زیادہ تر مغربی ممالک کی طرف رہا ہے اور وہ ان سے بھرپور استفادہ بھی کر رہے ہیں، کیونکہ وہاں مکمل جمہوریت موجود ہے ______ تاہم رفتہ رفتہ پاکستان بھی اب ان سے مستفید ہونے لگا ہے۔ چنانچہ خوش قسمتی سے لاہور کے بعض حلقوں میں تحریکِ اسلامی کے معزز اراکین کا مقابلہ فلمی دنیا کے معروف اداکاروں سے ہے، لہٰذا اولاً تو یہ جوڑ ہی اسلام کے ایک نور کی کرن ہے ______ ثانیاً اگر وہ ان کے مقابلے میں جیت جاتے ہیں تو یہ بھی اسلام کے نور کی ایک کرن ہے ______ لیکن اگر وہ شکست کھا جاتے ہیں، تو یہ بھی اسلام ہی کے ایک نور کی کرن ہو گی ______ یعنی نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ"! ______ یہ الگ بات ہے کہ اس صورت میں وہ آئندہ جمہوریت کا نام بھی نہ لیں، لیکن جس کی امید ان سے بہت کم ہے، اس لیے کہ ان لوگوں کے نزدیک:

"انتخابات کے ذریعے دین کا راستہ بنانا آخرت کی فصل تیار کرنے اور حسنات کا انبار لگانے کے مترادف ہے، اور اس سلسلہ میں نتائج کی دلدل میں نہیں پھنسنا چاہیے، کیونکہ مقصد و دعوت کی راہ میں ناکام ہونا ناکامی نہیں بلکہ تاریخ سازی ہے!"

لہٰذا انہوں نے اپنے دوستوں سے یہ اپیل کی ہے کہ:

"اس سارے انتخابی عمل کو اپنے لیے توشۂ آخرت بنانے کی سعی کریں اور ہر سرگرمی و مصروفیت میں اللہ کی مغفرت کثرت سے طلب کرتے رہیں!" (ہفت روزہ "ایشیا"، ۳ر فروری ۱۹۸۵ء)

بہرحال اس پہلو (یعنی آزادیٔ اظہارِ رائے) سے بھی نہ صرف ملک میں جمہوریت بحال ہو چکی ہے، بلکہ اس کے ذریعے اب آخرت کی فصل تیار کرنے اور حسنات کے

انبار لگانے کا موقع بھی میسّر آ گیا ہے!

بایں ہمہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکی کہ اس ثواب کے حقدار جیتنے والے ہوں گے یا شکست کھانے والے؟ ـــــ جیتنے کی صورت میں غازی کون کہلائے گا اور ناکامی کی صورت میں تاریخ سازی کس کے حصّہ میں آئے گی؟

ـــــ رہی بات جماعتی بنیادوں پر انتخابات کی، تو اب اس کا مطالبہ محض برکت کے طور پر ہے، ورنہ بحالیٔ جمہوریت کے سلسلہ میں اب یہ پہلو بھی تشنہ نہیں ہے ـــــ چنانچہ "جمعیۃ العلمائے اسلام" کے دو دھڑوں کی مصالحت ابھی حال ہی میں ہوئی ہے، لیکن ۲۹ جنوری کے اخبارات میں یہ خبر موجود ہے کہ جمعیت کا ایک گروپ ایم۔آر۔ڈی سے تعاون کے لیے جن فتووں کے انتظار میں تھا، یہ فتوے اسے موصول ہو گئے ہیں، جبکہ ۳۰ جنوری کے "جنگ" میں اس گروپ کے مخالفین کا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ:

"جمعیت کی شورٰی کے فیصلے کے بعد کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ فیصلے سے منحرف ہو کر اپنے لیے فتووں کا سہارا لے ـــــ جمعیۃ کے فیصلے سے انحراف کر کے غیر جماعتی انتخابات میں حصّہ لینے والے افراد کے خلاف جماعتی ضوابط کے تحت کارروائی کی جائے گی!"

ـــــ اس خبر سے ظاہر ہے کہ اگرچہ غیر جماعتی انتخابات کو ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا جا رہا اور ان کے بائیکاٹ کے اعلان کی تجدید ہو رہی ہے، تاہم انہی انتخابات کی بناء پر، پھر سے جمعیۃ کے دو سیاسی گروپ معرضِ وجود میں آ گئے ہیں۔ چنانچہ ایک گروپ انتخابات میں حصّہ دار بننے کے لیے فتووں کا سہارا لینے کی فکر میں ہے، اور دوسرا اس بناء پر ان کے خلاف کارروائی کی دھمکی دے رہا ہے ـــــ گویا جماعتی بنیادوں پر بھی جمہوریت بحال ہو گئی، کیونکہ امتِ مسلمہ کا سیاست کے بکھیڑوں میں الجھ کر جماعت در جماعت بٹ جانا ہی عین جمہوریت ہے، اور اسی جمہوریت کی خاطر "اسلام میں سیاسی جماعتوں کی ضرورت" ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جاتا اور اسے اسلام کی اصل تعبیر قرار دیا جاتا ہے ـــــ ملاحظہ ہو ہفت روزہ "ایشیا"، کا اداریہ، وہ اپنی ۲۷ جنوری کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"پچھلے دنوں اسلام کے نام پر غیر جماعتی سیاست اور غیر جماعتی انتخابات کو جس طرح حق بجانب اور اسلامی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، وہ کسی طرح بھی مستحسن قرار نہیں دی جا سکتی، اس سے اپنی تعبیر کو زبردستی، اسلام منوانے کا رجحان پیدا ہوتا ہے، جو دین کے معاملے میں درست نہیں ہے!"

گویا ان لوگوں کے نزدیک دین کے معاملے میں صحیح فکر اور اسلام کی اصل تعبیر یہ ہے کہ امتِ مسلمہ کو مختلف جماعتوں میں بانٹ دیا جائے اور اسے گروہ بندیوں کی بھینٹ چڑھا دیا جائے، جبھی ان کے تحت منعقد ہونے والے انتخابات اسلامی ہو سکتے ہیں، ورنہ غیر اسلامی! —— چنانچہ اب جماعتِ اسلامی انہی غیر اسلامی انتخابات میں حصہ لے کر، آخرت میں حسنات کے انبار لگانے کا سامان فراہم کر رہی ہے!

—— قارئینِ کرام کو یاد ہو گا کہ یہ وہی لوگ ہیں، جو چند ماہ پیشتر "تحریک اتحادِ ملت" کے پر جوش علمبردار رہے ہیں (اور اس سلسلہ کے ایک پمفلٹ "امتِ مسلمہ میں فرقہ بندی کیوں؟" پر محدّث کے انہی صفحات میں ہم نے تبصرہ بھی کیا تھا) —— لیکن جب میں اور اب میں نمایاں فرق یہ ہے کہ اس وقت جمہوریت کی بحالی کے لیے "اتحادِ ملت" کی ضرورت تھی، اور آج جبکہ یہ ضرورت پوری ہو چکی ہے، "اتحادِ ملت" کے معانی یکسر بدل دینا ناگزیر ہو گیا ہے —— چنانچہ یہ بھی ملک میں جمہوریت بحال ہو جانے کا ایک اور ثبوت ہے، کیونکہ جمہوری سیاست میں کوئی بات وثوق سے نہیں کہی جا سکتی!

—— سچ فرمایا اللہ رب العزت نے:

"قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا!"

"(اے نبیؐ) آپ فرما دیجئے، کیا میں تمہیں اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارہ اٹھانے والوں کی خبر نہ دوں؟ —— یہ وہی لوگ ہیں کہ دنیا کی زندگی میں ان کی تمام کوششیں رائیگاں چلی گئیں (تاہم) وہ یہی گمان کرتے ہیں کہ وہ بڑے اچھے اچھے کام کر رہے ہیں!"

فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ!

انسان بنیادی طور پر الہامی تعلیمات کا محتاج ہے، اور ان تعلیمات سے الگ رہ کر اپنے لیے کوئی راہِ عمل منتخب کرنے والے ہمیشہ نقصان و خسران سے دوچار رہے ہیں، اور آئندہ بھی رہیں گے۔ جبکہ ان تعلیمات کو حرزِ جان بنا لینے والے ہی ان نامرادیوں سے مامون و مصئون رہ سکتے ہیں ــــــ یہی حقیقت قرآنِ مجید نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

"وَالْعَصْرِ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ"

قرآنِ مجید نے اس حقیقت کی نقاب کشائی کے لیے "عصر" یعنی زمانہ کو بطورِ شاہد پیش کیا ہے ــــــ چنانچہ ہم نے بھی "چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر" ــــــ کی مصداق، مغربی جمہوریت کے مفاسد کی تصویر تازہ ترین حالات کی روشنی میں کھینچی ہے۔ تاکہ جمہوریت پرستوں کو اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی توفیق میسر آسکے! ــــــ عوامی تائید کو صحیفۂ آسمانی اور ملک و ملت کی نجات کا باعث بتلانے والے نہ جانے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ صحیفۂ آسمانی تو قرآن مجید ہے، اور قرآنِ مجید نے عوامی تائید کی بجائے آسمانی تعلیمات میں فلاح کا راز مضمر بتلایا ہے ــــــ جبکہ کثرتِ رائے کو معیارِ حق تسلیم کرنے والوں کے برعکس قرآنِ کریم نے اسے راہِ الٰہی سے انحراف کا باعث، بلکہ ضلالت سے تعبیر فرمایا ہے:

"وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ!"

کہ "(اے نبیؐ) اگر آپ اکثریت کی بات مانیں گے تو یہ آپ کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں گے!"

علاوہ ازیں قرآنِ مجید میں تقریباً ۹۱ آیات ایسی ہیں، جن کی رُو سے اکثریت ظالم، فاسق، جاہل اور مشرک وغیرہ بھی ہو سکتی ہے ــــــ گویا یہاں، نہ صرف یہ کہ کثرتِ رائے کو معیارِ حق نہیں بتلایا گیا، بلکہ "قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ" کا اعلان بھی ہو رہا ہے کہ "میرے شکر گزار بندے تھوڑے (ہوا کرتے) ہیں!" ــــــ

جبکہ جمہوری نظام کثرتِ رائے کے اصول کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا — اور قلتِ رائے اس کے نزدیک اس قدر مغضوب علیہ ہے کہ اکثریت حاکم ہے اور اقلیت محکوم، خواہ اس کثرت اور قلت میں اکیاون اور انچاس کی نسبت ہی کیوں نہ ہو! — اقبال نے بھی تو کہا تھا ؎

گریز از طرزِ جمہوری غلامِ پختہ کارے شو
کہ از مغزِ دو صد خر فکرِ انسانی نمی آید

— لیکن اقبال کو حکیم الامت کہنے والوں، ان کی برسیاں منانے والوں کو بھی جمہوریت اس قدر عزیز ہے کہ ان کی یہ بات سننے کے بھی روادار نہیں ہیں — سچ ہے جن لوگوں نے قرآن کی پرواہ نہیں کی، وہ اقبال سے انصاف کیسے کر سکیں گے؟

حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت کو اسلام سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے — قرآنِ مجید نے اعلان فرمایا ہے:

"اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ۔"

کہ "مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے!"

لیکن جمہوریت میں مومن اور فاسق، عالم اور جاہل کے ووٹ کی قدر و قیمت یکساں ہے!

— اسلام میں طلبِ امارت ایک مذموم فعل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"بکریوں کے ریوڑ میں دو بھوکے بھیڑیئے اتنی تباہی نہیں مچاتے، جتنی انسان کی حرصِ جاہ و مال اس کے دین کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتی ہے!" (ترمذی، عن کعب بن مالک)

لیکن جمہوریت کی بنیاد ہی اقتدار پرستی اور طلبِ امارت پر قائم ہے!

— اسلام میں مقتدرِ اعلیٰ صرف اللہ کی ذات ہے، لیکن جمہوریت عوام کی حاکمیت کی قائل ہے!

— قرآنِ مجید فرماتا ہے:

"اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ!"

کہ "برے گمان سے بچو، کہ بعض گمان، گناہ ہیں!"

لیکن جمہوریت برسرِ عام، لاؤڈ سپیکر پر اپنے مخالف امیدوار کو یہ دھمکی دیتی ہے کہ:

"زیادہ مت اچھلو، ورنہ اصل باپ کا نام بتلا دوں گا!"

—— اسلام کا مادہ "سَلِمَ" یعنی "سلامتی" ہے اور یہ "اَسلِم تَسلَم" —— یعنی "اسلام لے آؤ، سلامتی میں داخل ہو جاؤ گے!" —— کا نعرہ لگاتا ہے، لیکن جمہوریت تخریب کاری، فساد فی الارض اور ہڑبونگ مچانے کا دوسرا نام ہے!

—— اسلام عورت کو یہ حکم دیتا ہے:

"وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی"

کہ "(باعزت طریقے سے) گھروں میں بیٹھو اور زمانہ جاہلیت کی طرح بن سنور کر نہ نکلو!"

لیکن جمہوریت کے نزدیک عورت کا جلسہ گاہوں میں تقریریں کرنا، اسمبلیوں میں بن سنور کر جانا اور غیر مردوں سے بے حجابانہ گفتگو ہی اس کی عوامی نمائندگی کی دلیل ہے!

—— اسلام فرماتا ہے کہ:

"فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ!"

"اگر کسی معاملہ میں تمہارا آپس میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف لوٹا دو (یعنی اس کو دور کرنے کے لیے کتاب و سنّت کی طرف رجوع کرو!)"

لیکن جمہوریت یوں گویا ہوتی ہے کہ:

"ہم پاکستان کو ایک رجعت پسند مذہبی ریاست بنانا پسند نہیں کرتے!"

—— اسلام گانے بجانے کو حرام قرار دیتا ہے لیکن جمہوریت گویوں کو بھی قومی راہنما تسلیم کر لیتی ہے!

—— اسلام اولاد کو یہ حکم دیتا ہے کہ والدین کے لیے اپنی آغوشِ رحمت وا کر دے، لیکن جمہوریت باپ کے مقابلے میں بیٹے کو بھی میدان میں لے آتی ہے!

—— اسلام اتحاد و اتفاق کا درس دیتا ہے اور افتراق و انتشار کو مشرکین کا شیوہ بتلاتا ہے، لیکن اسلامی جمہوریت کے علمبرداروں کے نزدیک جماعتی گروہ بندیاں ہی عین اسلام ہے!

—— اسلام دھوکہ باز سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے، لیکن جمہوریت میں جو جتنا بڑا دھوکہ باز ہوتا ہے، اتنا ہی بڑا وہ سیاسی لیڈر ہوتا ہے اور اسی قدر ووٹوں کی اکثریت سے وہ جیت جاتا ہے!

—— اسلام سادگی، قناعت اور کفایت شعاری کا حکم دیتا اور اسراف و تبذیر سے روکتا ہے، لیکن جمہوریت انتخابی مہم میں "خود لٹ جانے"، اور انتخاب کے بعد کامیابی کی صورت میں، دوسروں کو لوٹ لینے" سے عبارت ہے!

—— اسلام ایفائے عہد کی سختی سے تلقین کرتا ہے، لیکن جمہوریت

ع وہ وعدہ کیا جو وفا ہو گیا

کی مصداق ہے!

—— اسلام جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیتا ہے، لیکن جمہوریت فساد فی سبیل الجمھوریۃ کا درس دیتی ہے!

—— اسلام "سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ" کا فلسفہ بتلاتا ہے، لیکن جمہوریت عوام کو، آزادی کے پردوں میں بدترین آمریت کی دعوت دیتی ہے

ہے وہی سازِ کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری

—— افسوس، اس جمہوری نظام کے شیدائیوں نے، اس کے بنیادی خطوط کو قائم رکھتے ہوئے اس کے ساتھ "اسلام" کا لفظ چسپاں کر کے اسے "اسلامی جمہوریت" کے نام سے متعارف کروا دیا ہے، حالانکہ اسلام سے اس کو دُور کا بھی واسطہ نہیں! حد یہ کہ ان لوگوں نے اب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دورِ حکومت میں بھی جمہوریت کی تلاش شروع کر دی ہے، جبکہ اس سے قبل آمریت کو بھی اسلامی رُوح کے زیادہ قریب بتلایا گیا ہے —— حقیقت یہ ہے کہ خلفائے راشدین کا نظامِ خلافت اپنی امتیازی بنیادوں پر قائم ہوا، لیکن اگر کوئی اس نظام کی مرکزیت سے آمریت، یا خلفائے

راشدینؓ پر عام لوگوں کی تنقید سے جمہوریت کی مزعومہ آزادی کشید کرتا ہے، تو بعض پہلوؤں سے کسی دیگر نظام کی اسلام سے اتفاقیہ ہم آہنگی کی بنا پر نہ تو آمریت اسلامی بن سکتی ہے اور نہ اسلامی جمہوریت ایسی کوئی مضحکہ خیز اصطلاح استعمال کرنا دانشمندی کی دلیل بن سکتی ہے! ـــــ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ مشرکین نے اپنے بتوں کے نام بعض خدائی صفات کے حامل رکھ دیئے تھے، لیکن قرآنِ مجید نے وضاحت فرمائی کہ:

"لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ" ـــ "إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ!"

"اللہ کی مثل کوئی دوسری چیز نہیں ہے" ـــ "یہ تو بس چند نام ہیں جن کو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے گھڑ لیا ہے، لیکن جن کے بارے میں اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری!"

چنانچہ جس طرح خالق ارض و سما کی ہمسر اور مثل کوئی دوسری چیز نہیں ہو سکتی، بالکل اسی طرح، اس خالقِ ارض و سماء کے مقرر کردہ دین کا بھی کوئی دوسرا وضعی نظام مقابلہ نہیں کر سکتا ـــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ!"

"جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اپنے لیے تلاش کرنا چاہتا ہے تو یہ (دین) ہرگز ہرگز اس سے قبول نہیں کیا جائے گا!"

ـــ اور اس کی زد ہماری دنیوی زندگی پر ہی نہیں پڑتی، بلکہ آخرت میں بھی یہ بات ہمارے لیے خسران و ذلت کا باعث ہے، اعاذنا اللہ منہ!

پاکستان میں ملتِ اسلامیہ کا قافلہ گزشتہ سینتیس سال سے تاریکیوں میں بھٹک رہا ہے ـــ وہ کبھی جمہوری نظام میں اسلام کی تلاش کرتا ہے تو کبھی صدارتی نظام میں، لیکن اسلام کو بحیثیتِ اسلام قبول کرنا اسے گوارا نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ اسے اور تو سب کچھ ملا، پر اسلام نہ مل سکا۔ لے دے کے موجودہ حکومت کے دور میں یہ امید پیدا ہوئی تھی کہ اب یہ اسلام ایسی نعمتِ عظمیٰ سے ہمکنار ہو سکے گا،

لیکن نہ جانے کن مجبوریوں نے اسلام کی علمبردار اس حکومت کو جمہوریت کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا کر، پاکستان کو جدید جمہوری ریاست بنانے کے شوق میں مبتلا کر دیا ہے؛ —— اور نتیجۃً اسلام سے ہم پھر ایک مرتبہ دُور دھکیل دیئے گئے ہیں!

—— ہم علیٰ وجہ البصیرت یہ کہہ سکتے ہیں کہ مغربی جمہوریت دورِ حاضر کا وُہ بت ہے، جس کو گرائے بغیر پاکستان میں نفاذِ اسلام ممکن نہیں! —— جی ہاں، حالات کی ستم ظریفی نے ہمیں یہی بتلایا ہے کہ پاکستان میں اگر خیر و شر کے پیمانوں کو ماپنے کا یہی انداز رہا تو اسلام کے نام پر شاید ہم، ہر لعنت کو گلے لگا لینے کے لیے تیار ہو جائیں گے، لیکن اسلام کے نام پر قائم ہونے والی اس مملکت میں خدانخواستہ ہمیں اسلام ہی نہ مل سکے گا —— بلکہ جمہوریت کے اس ہڑبونگ میں پاکستان پھر ایک مرتبہ حقیقتاً بحران کی زد میں ہے، اور کوئی نہیں جانتا، اس کا انجام کیا ہو گا؟ —— ہم صرف دعا کر سکتے ہیں کہ اے اللہ، اس قوم کو اس کی روٹھی ہوئی منزل واپس دلا دے ——

—— اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی —— آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین!

—————— (اکرام اللہ ساجد)

خلافت و جمہوریت

از قلم

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی

دوسرا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے!

مع اضافہ شدہ صفحات

مجلد سنہری ڈائیدار —— قیمت ۳۸ روپے

ناشر: ادارہ محدث ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن —— لاہور ۱۴